پارہ نمبر 7 (وَإِذَا سَمِعُوا)

کل کے پارے (پارہ 6) سے یاد رہنے والی باتیں

1. اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ اللہ ہمیں معاف کر دیں تو ہمیں چاہیے کہ ہم لوگوں کو معاف کر دیں.
2. ظلم کو دور کرنے کے لیے ظلم نہیں کرنا چاہیے.
3. وعدے پورے کرنے چاہیے۔ Commitments پوری کرنی چاہیے
4. دشمنی میں بھی عدل و انصاف پر قائم رہنا چاہیے۔
5. نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کا ساتھ دینا چاہیے۔
6. اللہ تعالیٰ برائی کو بلند آواز سے نشر کرنے اور پھیلانے کو ناپسند کرتا ہے۔
7. راسخون فی العلم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتے ہیں، بندوں کے ساتھ عاجزی کا معاملہ کرتے ہیں، دنیا سے بے رغبت ہوتے ہیں اور اپنے نفس کے ساتھ سختی برتتے ہیں۔
8. پورے پارے کا بنیادی پیغام درگزر کا ہے۔ درگزر سے کام لینا چاہیے.
9. دین میں علو نہیں کرنا چاہیے۔
10. اللہ کی محبت صرف تمناؤں سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ نیکی کے کام کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

• علم والوں کے لیے تمام مخلوق بخشش کی دعائیں کرتی ہے۔

* رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

علم والوں کے لیے تمام مخلوق بخشش کی دعا کرتی ہے حتیٰ کہ سمندر میں مچھلیاں بھی۔

یعنی آپ علم میں مشغول ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات اپنے لئے دعا کا وقت نہیں ملتا تو آپ کے لئے دوسری مخلوق دعا کرنے لگتی ہے، خاص طور پر استغفار کسی اور عمل پر ایسی دعائیں نہیں ملتی جیسی علم کے سیکھنے اور سکھانے پر ملتی ہیں۔

* رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے اور تمام اہل زمین اور اہل آسمان یہاں تک کہ چوٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلیاں بھی اس شخص کے لیے دعائے خیر بھیجتے ہیں اور رحمت کی دعا کرتے ہیں جو لوگوں کو بھلائی کی باتیں سکھاتا ہے۔

کرنے کا کام

سیکھی ہوئی بات دوسروں سے شنیر کریں۔

• علم کے ذریعے جنت کے راستے آسان ہو جاتے ہیں۔

* رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص علم کا راستہ اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دے گا۔ یہ سفر جنت کی طرف جانے کا سفر ہے۔ یہ سفر کسی کلاس روم کے لئے نہیں، کسی مجلس کے لئے نہیں، اس میں نیت جنت کا حصول ہونی چاہیے اس لیے علم حاصل کرنے میں نیت جنت کا حصول ہونی چاہیے۔

• یہ وہ علم ہے جو دنیا کے علاوہ مرنے کے بعد بھی فائدہ دینے والا ہے۔

* رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین چیزوں کے ان میں سے ایک صدقہ جاریہ، یا ایسا علم جو نفع مند ہو یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔

* رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مومن کو اپنی وفات کے بعد جو اس کے عمل اور اس کی اچھائیاں پہنچتی ہیں ان میں یہ بھی ہے

- جس علم کی اس نے تعلیم دی اور اسے پھیلا یا، (یعنی مرنے کے بعد بھی نفع کا سلسلہ جاری رہتا ہے، مرنے کے بعد بھی آپکا پرافٹ آپکو ملتا رہتا ہے)
- نیک اولاد جو پیچھے چھوڑی،
- قرآن مجید کا نسخہ جو کسی کو وراثت میں ملا، ((یعنی آپ کا قرآن تھا یا آپ نے اسے کسی کو لے کر دیا جس سے وہ پڑھ رہا ہے)
- مسجد جو اس نے تعمیر کی، مسافر خانہ جو اس نے قائم کیا، نہر جو اس نے جاری کی، (نہر، کنواں، پانی کا نل کوئی بھی ایسی چیز جس سے مخلوق کو پانی ملتا رہے)
- صدقہ جو اس نے اپنی زندگی میں صحت کی حالت میں نکالا، (یعنی کوئی بیماری، پریشانی نہیں پھر بھی صدقہ نکالا)

ان سب کا ثواب اس کی موت کے بعد اسے ملتا رہے گا۔

اس لئے ہمیں ایسے کاموں کے لیے حریص رہنا چاہیے جو ہمیں مرنے کے بعد بھی فائدہ دیں یہ کس قدر نفع کا سودا ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ پوری نیت، شوق اور جذبہ کے ساتھ اس علم کو حاصل کرنے اور اسے آگے بانٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سورة المائدة

❖ آیت 83 اللہ کے کلام کو سن کر رونا صالحین کا طریقہ ہوتا ہے۔

علماء اللہ کی خشیت رکھتے ہیں اور اللہ کے ڈر سے روتے ہیں جب اللہ کا کلام سنتے ہیں لیکن بے ہوش نہیں ہوتے، وہ اللہ سے دعائیں کرتے ہیں سوال کرتے لیکن چلاتے نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ایسی کتاب نازل کی ہے جو سب سے بہترین ہے۔

اللَّهُ نَزَلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُتَشَبِهًا مَثَانِي تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ذَلِكِ هُدًى لِّلَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ وَمَن يُضِلِّ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن هَادٍ (الزمر 23)

اللہ نے بہترین کلام اتارا ہے، ایک ایسی کتاب جس کے تمام اجزاء ہم رنگ ہیں اور جس میں بار بار مضامین دہرائے گئے ہیں۔ اسے سن کر ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرنے والے ہیں، اور پھر ان کے جسم اور ان کے دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے جس سے وہ راہ راست پر لے آتا ہے جسے چاہتا ہے۔ اور جسے اللہ ہی ہدایت نہ دے اس کے لیے پھر کوئی ہادی نہیں ہے۔

یاد رکھیے:

* تین افراد کی آنکھیں قیامت کے دن آگ کو نہیں دیکھیں گی، ان میں سے ایک وہ آنکھ ہے جو اللہ کے ڈر سے رو پڑی۔

بنیادی طور پر یہ آیت نجاشی (حبشہ کا بادشاہ) اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جب انہوں نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے سورۃ مریم کی تلاوت سنی تو ان کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے۔

آنکھ کا پانی، آنسو یا آنسوؤں کا ایک قطرہ دیکھنے میں ایک معمولی چیز ہے اور عموماً گر کہیں گم ہو جاتا ہے لیکن اپنے اندر اتنی طاقت رکھتا ہے کہ اگر خلوص نیت سے بہایا جائے تو پہاڑوں جیسے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تعریف فرمائی ہے جو اللہ کا کلام سن کر روتے ہیں۔

اپنا جائزہ لیجیے:

- یہ آنسو اللہ کی یاد میں ہی بہنے چاہیے لیکن ہم عام طور پر کن چیزوں میں روتے ہیں؟
- ہمارے آنسو دنیا کے لیے بہتے ہیں یا آخرت کے لئے بہتے ہیں؟
- ہمارے آنسو بندوں کی یاد میں بہتے ہیں یا اللہ کی یاد میں بہتے ہیں؟

یہاں **شاہدین** سے مراد

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: محمد ﷺ اور ان کے امت کے لوگ ہیں (یہ گواہی دینی والی امت ہے)

◆ اس امت میں شامل کیسے ہوتے ہیں؟

□ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ پڑھ کر۔

□ اللہ کی توحید کی گواہی

□ محمد ﷺ کی نبوت کی گواہی

□ اور اس کے بعد قیامت کے دن دیگر اقوام پر گواہی

توانہوں نے یہ خواہش کی کہ ہمارا شمار بھی ان کے ساتھ ہو

یہ ایک حقیقت ہے جو اللہ سے محبت کرتا ہے وہ پھر لازماً اس سے بھی محبت کرتا ہے جو اللہ سے محبت کرتے ہیں اور اس کی توحید کو جانتے ہیں۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ہمیں امت وسط بنایا۔

وَ كَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۗ وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتُمْ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعِ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقْبَيْهِ ۗ وَ إِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ بَدَىٰ اللَّهُ ۗ وَ مَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۲۳﴾ سورة البقرة

اسی طرح تو ہم نے تمہیں ایک امت وسط بنایا ہے تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔ پہلے جس طرف تم رخ کرتے تھے، اس کو تو ہم نے صرف یہ دیکھنے کے لیے مقرر کیا تھا کہ کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹا پھر جاتا ہے۔ یہ معاملہ تھا تو بڑا سخت، مگر ان لوگوں کے لیے کچھ بھی سخت نہ ثابت ہوا، جو اللہ کی ہدایت سے فیض یاب تھے، اللہ تمہارے اس ایمان کو ہر گز ضائع نہ کرے گا، یقین جانو کہ وہ لوگوں کے حق میں نہایت شفیق و رحیم ہے۔

❖ آیت 84

ایمان دل کے اندر ایک امید پیدا کرتا ہے اگرچہ اپنے گناہ ہوتے ہیں لیکن ایمان لانے سے وہ سارے گناہ مٹ جاتے ہیں، انسان خیر و بھلائی اور جنت کے راستوں کی طرف چل پڑتا ہے۔

❖ آیت 85

فاتباہم اللہ بما قالو ...

یاد رکھیے:

تو گویا اچھی بات پر بھی جنت مل جاتی ہے۔

اگر مال کے ساتھ نیکی نہ کر سکیں یا اپنے ہاتھ سے کوئی کام نہیں کر سکتے، بیمار ہیں، کمزور ہیں تو یاد رکھیں اچھی بات پر بھی جنت مل جاتی ہے۔

ایک دفعہ الحمد للہ کہنا میزبان کو بھر دیتا ہے تو اچھی بات کے لئے زبان ہلانے میں آخر کیا مشکل ہے۔

* رسول اللہ ﷺ سے ہانی بن یزید نے پوچھا:

کہ کوئی چیز جنت کو واجب کرتی ہے فرمایا تم عمدہ کلام کو اور کھانا کھلانے کو لازم پکڑ لو۔

* مدینہ شریف پہنچتے ہی نبی کریم ﷺ نے جو پہلا خطبہ دیا اس میں یہی تھا:

کہ اے لوگوں سلام پھیلاؤ، اچھی گفتگو کرو، صلح رچی کرو اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو تم قیام کرو تو تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

لیکن افسوس یہ کہ زیادہ تر ہماری باتیں یا تو دوسروں کے دل دکھا دیتی ہیں یا بے کاری ہوتی ہیں۔

* ایک اور حدیث میں آتا ہے:

کہ بے شک کوئی شخص اللہ کو راضی کرنے والی ایک بات کرتا ہے وہ نہیں سمجھتا کہ اس کا وہاں تک اثر ہو گا جہاں تک حقیقت میں ہو جاتا ہے اسکی وجہ سے اللہ اس کے لئے اپنے ملاقات کے دن تک کیلئے رضامندی لکھ دیتا ہے۔

* ایک اور روایت میں آتا ہے:

بے شک بندہ اللہ کی رضامندی کی ایک بات زبان سے نکالتا ہے وہ خود اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا مگر اس کی وجہ سے اللہ اس کے درجے بلند کر دیتا ہے۔

اس لئے اچھی باتوں کے حریص رہیے، اچھی باتوں کا شوق رکھیے۔

* **الكلمة الطيبة صدقة** (اچھی بات کرنا صدقہ ہے)

اس لئے اچھی باتوں کے حریص رہیے، اچھی باتوں کا شوق رکھیے۔

❖ آیت 87

ایمان والوں کے لیے پاک، عمدہ، لذیذ چیزیں ایسی پسندیدہ چیزیں جن کو نفس پسند کرتے ہیں وہ حلال کی گئی ہیں ان کو حرام کرنے کی ممانعت کی ہے۔ عموماً بعض ادیان میں لوگوں کے اندر یہ تصور پایا جاتا ہے جو عبادت گزار اور علماء اپنے اوپر عورتوں اور لذیذ کھانوں کو حرام قرار دے دیں یا اپنے آپ کی عبادت خانوں تک محدود کر لیں تو یہ ان کا زہد اور تقویٰ ہے۔

لیکن یہاں مومنوں کو بتایا گیا ہے کہ جائز، پاک اور حلال چیزیں حدود کے اندر رہ کر استعمال کی جاسکتی ہیں لیکن اسراف و زیادتی نہ کی جائے۔

تو جو چیزیں شریعت نے حلال کی ہیں ان کو کبھی بھی خود سے حرام نہیں کرنا چاہیے۔

* نبی کریم ﷺ کی غیر موجودگی میں کچھ لوگوں نے نبی صلی اللہ وسلم کی عبادت کے بارے میں پوچھا جب بتایا گیا تو انہوں نے اس عمل کو کچھ کم سمجھا کہا کہ

آپ سے ہمارا کیا مقابلہ آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں تو ایک نے کہا میں تو ہمیشہ رات بھر نماز پڑھوں گا۔

دوسرے نے کہا میں تو ہمیشہ روزہ رکھوں گا کبھی نانا نہیں کروں گا تیسرے نے کہا میں تو عورتوں سے جدائی اختیار کر لوں گا کبھی شادی نہیں کروں گا۔

نبی ﷺ تشریف لائے اور پوچھا کیا تم وہی لوگ ہو جنہوں نے یہ باتیں کہیں، اللہ کی قسم میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور میں تم سب سے زیادہ

اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے والا ہوں اور میں روزہ بھی رکھتا ہے اور افطار بھی کرتا ہوں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور نکاح بھی کرتا ہوں جس نے میری

سنت سے بے رغبتی کی وہ مجھ سے نہیں۔

دین اسلام ایک معتدل دین ہے کہ جس میں دین و دنیا کا بہترین امتزاج ہے وہ نعمتیں جو اللہ نے دنیا اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہیں ان کو حدود کے اندر رہ کر جائز

سمجھ کر فائدہ اٹھاتے ہیں۔

❖ آیت 89

▪ ایسی قسم پر اللہ نہیں پکڑتا جسکے پیچھے ارادہ نہیں تھا لیکن جس قسم کو ارادے کے ساتھ کھایا گیا اس کی پکڑ ہوگی۔

▪ جھوٹی قسم بھی قابل مؤاخذہ ہے۔

* نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جس نے جان بوجھ کر بڑی تاکید کے ساتھ جھوٹی قسم اٹھائی وہ اپنے چہرے کا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

* نبی ﷺ نے فرمایا:

کوئی شخص ایسا نہیں جو میرے ممبر کے پاس جھوٹی قسم کھائے اگرچہ وہ ایک تازہ مسواک کے لئے ہی کیوں نہ ہو (کہ یہ میری مسواک ہے) مگر یہ کہ اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لیا یا فرمایا کہ اس کے لئے جہنم واجب ہو گئی۔

اگر کسی شخص نے قسم کھا کر توڑ دی ہو تو اس کا کفارہ دینا چاہیے جس کی تفصیل یہاں بیان کی گئی ہے۔

❖ آیت 90 تو کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ اس آیت میں بیان کردہ چیزوں سے بچا جائے۔

* نبی ﷺ نے فرمایا:

یقیناً اللہ نے شراب کو حرام قرار دیا تو جس شخص کو یہ آیت پہنچ جائے خواہ شراب میں سے کچھ بھی موجود ہو تو نہ پیئے اور نہ فروخت کرے۔ تو جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اسکی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔

◆ خمر کہتے ہیں؟

□ جو عقل کو ڈھانپ لے۔

□ ہمار عورت کے دوپٹہ کو کہتے ہیں جو اس کے سر اور سینے کو ڈھانپ لیتا ہے۔

شراب سے منع کرنے کی وجوہات

1- شراب ہر خیانت کی جڑ ہے۔

* نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

شراب خیانتوں کی جڑ ہے جس نے شراب پی اللہ اسکی چالیس دن کی نماز قبول نہیں کرے گا پس وہ آدمی جاہلیت کے موت مرے گا جسکے پیٹ میں مرتے وقت شراب ہوگی۔

2- یہ ایمان سے محروم کرنے والا فعل ہے۔

* آپ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شراب پیتا ہے تو شراب پیتے وقت وہ مومن نہیں رہتا۔

3- یہ جنت سے محروم کرنے والا فعل ہے

* ابو درداء سے روایت ہے: کہ نبی ﷺ نے فرمایا شراب کا عادی جنت میں داخل نہ ہوگا۔

4- شراب سے متعلق ہر عمل ملعون ہے

* نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شراب سے متعلق دس طرح سے لعنت کی گئی۔

1. خود شراب پر

2. اس کے نچوڑنے والے پر
3. نچڑوانے والے پر
4. اس کے بیچنے والے پر
5. اس کے خریدنے والے پر
6. اس کے اٹھانے والے پر
7. جس کے پاس یہ لے جائی جائے اس پر
8. اس کی قیمت کھانے والے پر
9. اس کے پینے والے پر
10. اس کے پلانے والے پر

❖ آیت 91

اللہ تعالیٰ نے شراب اور جو اسے کیوں منع کیا ہے؟

- اس سے بہت سی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔
- گھروں میں بد مزگیاں پیدا ہوتی ہیں۔
- عقل ماری جاتی ہے۔
- دشمنیاں پیدا ہو جاتی ہے۔
- یہ چیزیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دیتی ہیں۔
- روپے پیسے کا ضیاع ہوتا ہے۔

❖ آیت 93

کھانے پینے کے معاملے میں اللہ کا خوف اور اللہ کا تقویٰ ضروری ہے۔

ہو ایہ کہ کچھ لوگ جن کے عزیز، رشتہ دار شراب کی حرمت سے پہلے فوت ہو گئے وہ پریشان تھے کہ وہ توبہ کئے بغیر مر گئے تو ان کا کیا ہو گا تو یہاں بتا دیا گیا کہ جو متقی ہو مومن ہو اور احسان کی روش پر ہو تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ اسکو معاف فرمانے والا ہے۔
اور پھر جب تک کوئی حکم آئے نہ اس وقت تک ویسے بھی معافی ہے۔
متقی محسن متقی مومن سے بہتر ہے۔

❖ آیت 94 بعض اوقات حرام چیزیں حاصل کرنا آسان ہوتی ہیں لیکن وہی انسان کا امتحان ہوتا ہے۔

یعنی آپ کو کوئی ایسی جاب، ایسا کام ملا جس میں بڑی زبردست آمدنی ہے، سہولتیں ہیں اور آپ کو ضرورت بھی ہے تو آپ صرف اس لئے چھوڑ دیتے ہیں کہ اس سے اللہ ناراض ہوتا ہے تو یہ اصل میں کیا تھا؟ ایسے مواقع کا سامنے آنا ایک امتحان ہوتا ہے
مسلمان صلح حدیبیہ کے سفر میں جارہے تھے تو احرام کی حالت میں شکار ان کے ہاتھوں کی پہنچ میں تھا اور ان کو ضرورت بھی تھی لیکن انہوں نے اپنے ہاتھوں کو روکے رکھا۔

یہ انسان کی خشیت کا امتحان ہوتا ہے۔

بعض جگہیں، بعض کام ایسے ہوتے ہیں کوئی آپ کو نہیں دیکھ رہا ہوتا، صرف آپ کا رب آپ کو دیکھ رہا ہوتا ہے تو آپ رب کی خاطر غلط کام نہیں کرتے خواہ آپ کو کتنا بھی پسند ہو۔

اسکرین پر حرام چیزیں دیکھنا صرف اسی وقت روکی جاسکتی ہیں جب اللہ کا ڈر ہو۔

شوہر کو بیوی کا ڈریا بیوی کو شوہر کا ڈریا بچوں کا یا ماں باپ کا ڈر کسی کو نہیں روک سکتا کیونکہ کچھ لوگ غلط کام کے اتنے عادی ہو جاتے ہیں کہ ان کی دل کی غذا پھر وہ حرام چیزیں بن جاتی ہیں۔

ان چیزوں سے رکنے کا طریقہ بھی اللہ کا تقویٰ ہی ہے۔

ان حرام کاموں میں پڑنے سے زندگی اور رزق میں بے برکتی ہوگی، طرح طرح کی مصیبتیں اور آفتیں آئیں گی تو یہ سوچ انسان کو حرام سے روک دیتی ہے چاہے کتنی پسند ہی کیوں نہ ہو۔

❖ آیت 95

قربانی کا دم کعبہ ہی میں دیا جاتا ہے۔

غلطی کو بار بار دہرانا نہیں چاہیے ورنہ اللہ کی پکڑ میں آجائیں گے۔

❖ آیت 96

حالت احرام میں خشکی پر شکار کرنے سے منع کر دیا گیا کیونکہ شکار کے علاوہ بھی غذائیں مل جاتی ہیں لیکن سمندر کے سفر میں حالت احرام کا شکار حلال ہے اور اس کا کھانا بھی۔

❖ آیت 98 رحمت اللہ کی صفت ہے اور عذاب اس کا فعل ہے۔ سزا اور جزا میں اللہ کی رحمت غالب ہے۔

❖ آیت 99

رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری پیغام پہنچانے کی ہے منوانے کے لیے زبردستی کرنا آپ کی ذمہ داری نہیں۔

ہدایت کی توفیق، حکم پر عمل کی توفیق، اس پر ثواب اور جزا بھی اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے اور اسی سے توقع رکھنی چاہیے۔

رسول کے بعد اللہ تعالیٰ کے پیغامات پہنچانے کی ذمہ داری امت محمد ﷺ پر ہے۔

اس کی دلیل کیا ہے؟

* ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں قربانی کے دن خطبہ دیا اور فرمایا:

بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر حرام ہیں جیسے اس دن کی حرمت تمہارے اس دن میں اس مہینہ میں اور اس شہر میں ہے حتیٰ کہ تم اپنے رب سے جا ملو۔ خبر دار کیا میں نے حکم پہنچا دیا؟ لوگوں نے کہا جی ہاں، آپ نے فرمایا اے اللہ تو گواہ رہے، اے اللہ تو گواہ رہے تین دفعہ آپ نے انگلی اٹھائی اور کہا (اللھم اشھد) اے اللہ تو گواہ رہنا یہ سب گواہی دے رہے ہیں کہ میں نے اپنا فریضہ ادا کر دیا پھر آپ نے فرمایا: حاضر کو چاہیے کہ یہ تعلیمات غیر موجود کو پہنچا دے کیونکہ بعض اوقات براہ راست سننے والے سے وہ شخص زیادہ یاد رکھتا ہے جسے بعد میں حکم پہنچایا جائے۔

اسی لئے آپ دیکھیں کہ بعد میں آنے والی نسلوں میں بے شمار حفاظ ہوئے، نہ صرف قرآن مجید کے بلکہ حدیث کے حفاظ تھے اسلامی کلچر میں حافظ اس شخص کو کہا جاتا تھا جسے ایک لاکھ احادیث یاد ہوتی تھیں۔ ہر ایک کے ساتھ حافظ نہیں لگتا تھا، یہ ٹائٹل بہت غیر معمولی (rare) کسی کے ساتھ لگتا تھا۔ اب تو جسکو چار سو تیس بھی یاد ہوں وہ حافظ کہلوانا چاہتا ہے

❖ آیت 100

پاک چیزیں پاک اثرات رکھتی ہیں۔ پاکی کا انجام بھی اچھا ہے۔

حرام چیز / ناپاک چیز اسکے اثرات زندگی میں بھی انسان پر منفی ہوتے ہیں اور مرنے کے بعد بھی انسان کو جہنم میں لے جانے والی ہے۔

اللہ صرف پاک چیز کو ہی قبول کرتا ہے۔

ان الله طيب لا يقبل الا الطيب

پاکیزہ کلمات اسکی طرف اٹھتے ہیں اور عمل صالح انہیں اوپر اٹھاتا ہے۔ جیسے سورت فاطر میں آتا ہے۔

خبیث مال دنیا اور آخرت میں نقصان کا باعث ہے۔ تھوڑا مال اس زیادہ مال سے بہتر ہے جو انسان کو غافل کر دے۔

پاک اور ناپاک میں سب چیزیں آجاتی ہیں صرف مال یا کلمات نہیں، ہر چیز میں پاکیزگی ہو۔

❖ آیت 101: کثرت سوال سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس سے دین مشکل ہو جاتا ہے۔ تو بتایا گیا کہ وقت آنے پر چیزیں تمہارے سامنے آجائیں گی۔

❖ آیت 103: یہ موبہشی جانور تھے جنکو بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جاتا تھا، اللہ نے ان پر لازم نہیں کیا تھا لوگوں نے خود ہی یہ چیزیں ایجاد کر لیں۔

❖ آیت 104

دین کے معاملات اور احکامات میں باپ دادا کے قول کی کوئی حیثیت نہیں، جب آپ کو کوئی کام عبادت سمجھ کر کرنا ہے مثلاً میری ساس بھی گیارہویں شریف کا ختم دیتی تھیں اس لیے میں بھی دیتی ہوں، اسکی کیا دلیل ہے؟ اگر نہیں دلیل ہے تو آپ یہ کام مت کریں، بہت سے لوگ غلط کام صرف اس لیے کرتے رہتے ہیں کہ وہ ان کا فیملی tradition رسم و رواج ہے، ان کے ماں باپ یہ کیا کرتے تھے بس یہ دلیل ہے تو یہ دلیل آخرت میں قبول نہیں۔ کسی بھی نیکی کے کام کو کرنے کے لیے قرآن اور سنت سے دلیل ہونی چاہیے۔

لوگوں کے دین و دنیا کو ضائع کرنے کا ایک بڑا سبب اللہ کی نازل کردہ ہدایت کو چھوڑ کر آباء کی تقلید کرنا ہے۔ یہ صرف عبادات کے معاملے میں نہیں بلکہ بعض اوقات دین کے علاوہ کلچر کے نام پر بھی کچھ ایسی چیزیں حرام کر رکھی ہیں جنہیں اللہ نے حرام نہیں کیا جیسے اپنے خاندان اور ذات سے باہر شادی نہیں کریں گے۔ تو اس چیز کے بارے میں بھی ہمیں سوچنا چاہیے کہ جس چیز پر ہم سختی سے پابند ہو جاتے ہیں اڑ اور ڈر جاتے ہیں، دیکھنا چاہیے کہ کیا واقعی اس پر اتنی ثابت قدمی کا حکم ہمارے دین نے بھی ہمیں دیا ہے۔

❖ آیت 105

یہ نہیں ہونا چاہیے کہ انسان لوگوں کی اصلاح کے لئے تو وقت لگاتا رہے اور اپنی عبادات اور اپنی اصلاح کو بھول جائے، تو سب سے پہلے اپنی فکر کرنی ہے۔ بعض لوگ اس آیت سے کچھ اور مطلب نکال لیتے ہیں کہ دوسروں نیکی کو حکم دینا اور برائی سے روکنا واجب نہیں ہمیں صرف اپنی ہی فکر کرنی چاہیے۔ اس آیت کا مطلب دراصل یہ ہے کہ جب ایک انسان تبلیغ میں اپنی پوری قوت اور کوشش صرف کر دے لیکن لوگ پھر بھی نہ مانیں تو ان کی ذمہ داری بتانے والے پر نہیں ہے، ان کا بھٹکنا بتانے والے کو نقصان نہیں دے گا اگر تم خود ہدایت یافتہ ہو۔

❖ آیت 106

موت ایک مصیبت ہے کیونکہ اس کا کوئی نعم البدل نہیں۔ اگر مال چلا گیا تو واپس مل سکتا ہے مگر موت سے واپسی نہیں اسی لیے اس آیت میں موت کو مصیبت کہا گیا ہے۔

لیکن اس سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ انسان موت کو یاد نہ کرے، اس کی تیاری نہ کرے۔

ایک موت ہی نصیحت کرنے کے لیے کافی ہے اگر موت کے بارے میں سنجیدگی کے ساتھ سوچا جائے۔

یہاں وصیت کی اہمیت کے بارے میں پتہ چل رہا ہے اگر انسان سفر میں بھی ہو تو اس کو اپنے مال کے بارے میں وصیت کرنی چاہیے۔

* نبی ﷺ نے فرمایا:

کسی مسلمان کو لائق نہیں کہ وہ تین راتیں بھی نہ گزارے مگر اس حال میں کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہو۔

مرنے کے بعد ملکیت وراثتوں میں تقسیم ہو جاتی ہے لیکن اگر اپنی زندگی میں مال کا کوئی حصہ خاص مقصد کے لیے وقف کرنا چاہتے ہیں، کسی مسجد کے لیے، کسی دینی ادارے کے لیے، کسی غریب رشتہ دار کے لیے، کسی مسافر خانے کے لیے، کوئی کنواں کھدوانے کے لیے کہ آپ کے مرنے کے بعد آپ کے مال میں سے وہ نکال کر اس خاص مد میں دے دی جائے تو اس کو جلد از جلد لکھ کر رکھ لیں کیونکہ بعد میں وارث اس سارے مال کو تقسیم نہ کر لیں اور آپ کے لیے کچھ نہ بچے۔

آپ کا مال آپ کی زندگی میں آپ کا ہے مرنے کے بعد آپ کا نہیں، ہاں اتنا حصہ آپ کی وصیت کے مطابق استعمال ہو گا جس کی آپ وصیت کر جائیں، باقی مال تو

وارثوں کو جائے گا۔

وصیت مال کے ایک تہائی حصہ پر ہو سکتی ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمان سنا ہے تو اس وقت سے میری وصیت میرے پاس موجود رہتی ہے۔

❖ آیت 108: واتقوا اللہ واسمعوا

تقویٰ کے ساتھ سناؤ وہ ہوتا ہے جس میں انسان عمل بھی کرتا ہے۔

❖ آیت 109

اسکا یہ مطلب نہیں کہ رسول انکار کر دیں کہ انکو پتہ نہیں ان کی امتیں کیا کرتی رہیں، اصل میں قیامت کے دن کی ہیبت اور ہولناکی کی وجہ سے رسول بھی گھبرا جائیں گے، جنہوں نے زندگی میں کچھ گناہ نہیں کیا، جب رسولوں سے ہیبت کم ہوگی تو امتوں کے بارے میں جواب دیں گے کہ انہوں نے پیغام قبول کیا یا نہیں جس شخص کے دل میں اس دن کا ڈر آجائے پھر اس کی زندگی میں تقویٰ آجاتا ہے اور وہ برائیوں سے بچنے کی فکر کرتا ہے کہ میرا اس دن کیا بنے گا جب سب ہی ساتھ چھوڑ جائیں گے۔ نہ رشتہ دار، نہ دوست، نہ مال، نہ شہرت، نہ نام کچھ بھی نہیں کام آئے گا۔

❖ آیت 110

اس آیت سے بنیادی طور پر عیسیٰ علیہ السلام کی کی ربوبیت کا رد کیا جا رہا ہے۔

انہوں نے تخلیق کے سارے کام اللہ کے اذن سے کیے تھے۔

ہر پیغمبر کی تعلیم کو جادو کہہ کر جھٹلایا گیا۔

تو عیسیٰ سے جو معجزات سرزد ہوئے جن کا اس آیت میں ذکر ہے وہ سب اللہ ہی کے اذن سے ہو۔

یاد رکھیے۔

کسی بھی انسان سے فائدہ یا نقصان صرف اللہ کی اذن سے ہوتا ہے اس لیے دل سے لوگوں کا ڈر نکال دینا چاہیے۔

* نبی کریم ﷺ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

جان رکھو یا غلام اگر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں نفع پہنچانا چاہے تو تمہیں نفع نہیں پہنچا سکتی سوائے اس کے جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا اور اگر سارے مل کر تمہیں

نقصان پہنچانا چاہیں تو تمہیں نقصان نہیں دے سکتے سوائے اس کے جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا قلم اٹھا لیے گئے اور صحیفہ خشک ہو گئے۔

اصل قدرت، قوت اور طاقت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

❖ آیت 114

اللہ تعالیٰ سے رزق مانگنا بھی چاہیے۔ جو لوگ رزق کی تنگی اور پریشانی کا شکار ہوں وہ یہ دعا پڑھا کریں:

اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّزُقِينَ -

رزق میں فراخی کی دعاؤں پر مشتمل کارڈ بھی تیار کیا گیا ہے تو اسکو کثرت سے پڑھیں۔

جو لوگ بھی اس معاملے میں پریشان ہوتے ہیں کہ ان کے حالات خراب، جاہ نہیں ہے تو وہ یہ دعا مانگیں۔
اللہ کو رازق کہہ کر پکارنا اسکو بہت پسند ہے، ہم رزق لوگوں کے ہاتھ میں سمجھتے ہیں، اسکو خوش کر دیں تو ہمیں فلاں چیز مل جائے گی جبکہ رزق کی کنجیاں اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔

❖ آیت 116

.....تَعَلَّمْ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمْ مَا فِي نَفْسِكَ.....

یہ بات اس لیے کہی جا رہی ہے تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا الوہیت میں کوئی ہاتھ نہیں ہے۔
یہاں پر عیسیٰ کا خوبصورت انداز پتہ چل رہا ہے کہ جواب دینے سے پہلے تسبیح کی۔
یہ بھی ایک اچھا طریقہ کہ اگر لوگوں کو کچھ بتا رہے ہیں کوئی لیکچر وغیرہ کے دوران بیچ بیچ میں سبحان اللہ کا لفظ کہیں یعنی بیان کرنے والا اور سننے والے بھی جہاں دل کو کوئی بات اچھی لگے تو کہیں کہ پاکی، سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔

عیسیٰ نے خاص اس مقام پر تسبیح کیوں کی؟

اس لیے کہ جس بات کی نسبت ان کی طرف کی جا رہی ہے اس سے خود بری الذمہ قرار دے رہے ہیں۔

اللہ کی عظمت اور اس پکڑ کے خوف سے عاجزی اختیار کرتے ہوئے پاکی بیان کر رہے ہیں۔

بندے کی ایمان کی علامت ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخاطب ہوتے ہوئے ادب اختیار کرتے ہیں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے ایسے باتیں نہیں کرنی چاہیے جیسی ہم آپس میں کر رہے ہوتے ہیں یا کسی بچے سے کر رہے ہوتے ہیں، یوں کہنا کہ میں تو اللہ تعالیٰ سے بہت فریبک ہوں میں تو ہر طرح کی، ہر طرح سے بات کر لیتی ہوں، ہر طرح کی کر لیں لیکن ادب اور احترام کے ساتھ، اللہ بہت بڑا ہے۔

❖ آیت 117

اللہ تعالیٰ خود بھی نگران ہے فرشتوں کے ذریعے بھی نگرانی کرواتا ہے، کرائم کا تین دائیں بائیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ بندے کے ساتھ ہیں چاہیں دن ہو، رات ہو، جنگل ہو، صحرا ہو وہ نہیں ساتھ چھوڑتے۔

❖ آیت 118 سبحان اللہ کس طرح انتہائی ادب کے ساتھ اللہ سے گزارش کر رہے ہیں۔

❖ آیت 119

قیامت کے دن کیا چیز کام آنے والی ہے؟ سچائی

* عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

بے شک سچائی نیکی کا راستہ دکھاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدیق کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے اور جھوٹ برائی کا راستہ دکھاتا ہے اور برائی آگ کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

سورة الانعام

- مکہ میں نازل ہوئی اور یہ ایک ہی مرتبہ نازل ہوئی۔
- کہا جاتا ہے کہ جب یہ سورت اتری تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ تھے۔
- اس سورۃ میں بنیادی طور پر مشرکین کے ساتھ ان کے اعتراضات اور ان کے اعمال کے بارے میں دلائل دیئے گئے ہیں۔

❖ آیت 1

حمد کہتے ہیں:

- کسی کی ایسی تعریف جس میں محبت اور تعظیم پائی جائے اس کے صفات کے کمال کی وجہ سے اور وہ واقعی تعریف کے لائق ہو۔
- جو تعریف کرنے والا ہے اسکے دل میں اسکی محبت بھی ہو اور عظمت بھی ہو۔
- وہ تعریف جو محبت کے بغیر ہو مدح کہلاتی ہے۔ جیسے بادشاہوں وغیرہ کی لوگ کرتے تھے کہ ان سے کچھ حاصل کر لیں۔

قرآن مجید کی 5 سورتیں ہیں جن کے آغاز میں الحمد کا لفظ آتا ہے۔

حمد اللہ ہی کے لئے کی جاتی ہے اسکی کامل صفات کی بنا پر۔

جب یہ کہہ دیا جائے کہ حمد اللہ ہی کے لئے ہے تو اس میں سے زمانہ نکل جاتا ہے اس کا مطلب ہوتا ہے کہ حمد (تعریف) ماضی، حال مستقبل ہر وقت اللہ کے لیے ہی ہے۔

وہ تعریف کے لائق بھی ہے۔

اسکے صفات کمال کی وجہ سے اور اس لیے بھی کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق کائنات ہے اسی لیے الحمد للہ۔

(اس نے اندھیروں اور روشنی کو بنایا، اندھیرے زیادہ ہیں۔

ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ

اللہ کی ربوبیت سے تو اہل مکہ بھی انکار نہیں کرتے تھے مگر انہوں نے اللہ کی اُلُوہیت سے کفر کیا وہ اللہ کو ایک الہ نہیں قرار دیتے تھے اس کے ساتھ شرک کرتے تھے۔

◆ رسول اللہ ﷺ کی دعوت کیا تھی؟

* آپ ﷺ نے فرمایا:

میں اس اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں جو اکیلا ہے وہ اللہ جب تم پر کوئی مصیبت آتی ہے اور تم اسے پکارتے ہو تو وہ تمہاری مصیبت کو دور کرتا ہے جب تم کسی بیابان اور جنگل میں راستہ بھول جاتے ہو اور اس سے دعا کرو تو وہ تمہیں واپس پہنچا دیتا ہے اور جب تم قحط سالی میں مبتلا ہوتے ہو اور اس سے دعا کرتے ہو تو وہ تمہارے لیے پیداوار ظاہر کرتا ہے

یاد رکھیے:

﴿ حمد و شکر اللہ ہی کیلئے ہے۔

□ جو اکیلا رب ہے۔

□ مالک ہے۔

□ اللہ ہے۔

عبادت کے لائق ہے

❖ آیت 4

□ اعراض کا مطلب (نشانیوں میں غورو فکر چھوڑ دینا، جب کہ غورو فکر کرنا واجب ہے)۔

کائنات کے نشانیوں میں غورو فکر کرنے سے اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے محبت پیدا ہوتی ہے۔

اللہ کی قدرت سامنے آتی ہے پھر اسی کے سامنے جھکنے کو دل چاہتا ہے۔

❖ آیت 6

گناہ نعمت کے زوال کا باعث بنتے ہیں۔

ہر مصیبت گناہ کی وجہ سے ہی آتی ہے

صرف توبہ سے ہی اسکو دور کیا جاسکتا ہے۔

گناہوں کی کثرت پر عذاب آجایا کرتا ہے۔

* نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چھوٹے گناہوں سے بھی اپنے آپکو بچاؤ (کیونکہ بعض اوقات بہت سے چھوٹے گناہ بھی اکٹھے ہو کر انسان کو ہلاک کر دیتے ہیں)۔

سکھنے کی بات:

جب کوئی مصیبت آئے تو غورو فکر کریں کہ کیوں آئی ہے؟ میں کیا غلطی کر رہی ہوں؟

اس غلطی کو سوچ کر توبہ استغفار اور صدقہ خیرات کیا جائے تاکہ وہ مصیبت ٹل جائے۔

❖ آیت 9: اگر رسول فرشتہ بھیجے تو وہ نظر نہ آتا

❖ آیت 10: جب دین کی وجہ (نماز، حجاب، نماز) سے مذاق اڑایا جائے تو غم نہ کریں، اس کام کو چھوڑ نہ دیں کیونکہ پیغمبروں کا بھی مذاق اڑایا گیا۔

بعض اوقات گھر کے اندر مذاق اور بعض اوقات گھر سے باہر، بعض اوقات مذاق اڑانے والے شروع میں لاعلمی کی بنا پر باتیں بناتے ہیں پھر ایک وقت آتا ہے وہ

بھی تعاون کرنے والے ہو جاتے ہیں۔

جو کام اللہ کے لیے کیا جاتا ہے وہ بندوں کی باتیں بنانے کی وجہ سے چھوڑا نہیں جاتا۔ یہ ہماری نیت کا ٹیسٹ ہوتا ہے۔

❖ آیت 12

اور یہاں سے ایک بہت اچھی بات پتہ چلی کہ رحمت اللہ نے اپنے اوپر لازم کی ہوئی ہے تو اس سے رحمت مانگا کریں۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ، فَإِنَّهُ لَا يَمْلِكُهَا إِلَّا أَنْتَ

اے اللہ، میں تجھ سے تیری فضل اور رحمت کا سوال کرتا ہوں کیونکہ بے شک تیرے سوا کوئی اس کا مالک نہیں۔

❖ آیت 13

سکون اللہ کی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ رات میں سکون ٹھہرا ہوا ہے، رات آتی ہے تو بہت سے چیزیں چلنے سے رک جاتی ہیں رات میں ایک سکون

اور راحت کا سماں ہوتا ہے اس پر بھی شکر گزار ہونا چاہیے۔

❖ آیت 17

وہ بندوں کی طرح محتاج نہیں کہ ہو گا تو دے گا اس کے پاس تو ہر چیز ہر وقت موجود ہے۔

وہ خزانوں کا مالک ہے اس سے مانگیں، اس سے مانگنا ذلت کا بھی باعث نہیں بندوں سے مانگنا بعض اوقات ذلت کا باعث بنتا ہے۔

❖ آیت 23: وہاں پھر اپنے ہی عمل کو جھٹلا دیں گے، شرک کا انکار کر دیں گے

❖ آیت 25

وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ ۗ-- إِنَّ هَذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ

ایک ہی کتاب ہوتی کچھ لوگ سنتے پڑھتے ہیں ان کے دل پگھل جاتے ہیں، زندگیاں بدل جاتی ہیں اور کچھ لوگ ہوتے ہیں جو بھٹک جاتے ہیں، کچھ اسی کے ذریعے

عزت پاتے ہیں اور کچھ اسکو چھوڑ کر ذلیل ہو جاتے ہیں تو اس لیے بہت ضروری ہے کہ ہم اللہ سے دعا مانگتے رہیں کہ اس کتاب سے ہدایت پاتے رہیں اور اس کے

لئے بہت ضروری ہے کہ ہم اپنے دلوں کو صاف کرتے رہیں۔

گناہ گار دل قرآن کے راز سمجھنے سے عاری ہوتا ہے۔

گناہ گار دلوں میں حسد، کینہ نفاق بھرا ہوتا ہے اور ان دلوں میں قرآن اثر نہیں کرتا اور قرآن ان کو سمجھ ہی نہیں آتا۔ اور پھر وہ قرآن پڑھ کر سن کر اس پر

اعتراض شروع کر دیتے ہیں۔

اللہ کی نافرمانیاں قرآن کو نہ سمجھنے کا باعث بنتی ہیں۔ دلوں پر زنگ لگ جاتا ہے۔

انسانوں کے گناہوں کی وجہ سے دلوں پر زنگ لگ جاتا ہے۔

اگر ہمیں قرآن سمجھ نہ آئے تو اس راہ میں بھی گناہ حائل ہوتے ہیں۔ تو استغفار کریں کیا پتہ کون سا گناہ ہے رکاوٹ بنا ہوا اللہ کی بات سمجھنے میں۔

کرنے کا کام:

اگر قرآن کی کوئی آیت سمجھ نہیں آرہی تو استغفار شروع کر دیں ہو سکتا ہے اس سے ملتا جلتا کوئی گناہ کیا ہو جو قرآن سمجھنے میں رکاوٹ بن گئی ہو۔
امام ابن تیمیہ کے بارے میں آتا ہے:

کہ جب انہیں قرآن کی کوئی آیت سمجھ نہیں آتی تو سو سو تفسیر دیکھا کرتے تھے اور بعض اوقات پھر بھی سمجھ نہیں آتی تھی تو بیٹھ کے صرف استغفار پڑھا کرتے تھے۔

تو اگر ہمیں قرآن سمجھ نہ آئے تو اس راہ میں بھی گناہ حائل ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ ہمارے سمجھ اور فہم اور فقہ میں اضافہ فرمائے۔ آمین

❖ آیت 29: اہل مکہ میں کچھ لوگ atheist تھے جو اللہ، یوم آخرت وغیرہ کو نہیں مانتے تھے۔

❖ آیت 31: دو ہی چیزیں ہیں یا تو اللہ ہے یا نہیں ہے اور اگر یہ کہا کہ وہ نہیں ہے اور وہ قیامت کے دن حساب کے لئے کھڑا کر لے تو پھر کیا بنے گا۔

❖ آیت 32

❖ لَعِبْتُمْ --- ہر وہ کام جو فائدہ مند نہیں ہوتا۔

❖ وَلَهْوْتُمْ --- ہر وہ کام جس سے انسان غفلت میں پڑ جاتا ہے۔

یعنی وہ چیزیں جو اللہ کی یاد سے غافل کر دیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

یہ کافر کی زندگی ہے کیونکہ وہ زندگی کو دھوکے اور باطل کاموں میں گزار دیتا ہے۔

❖ مومن کی زندگی نیک اعمال پر مشتمل ہوتی ہے وہ ہر چیز میں آخرت کو سامنے رکھ کے کام کرتا ہے۔

❖ آیت 33

لوگوں کا مذاق اڑانا اور اعتراضات جب پیغمبر کے دل پر اثر کرتی ہیں تو ہم تو عام انسان ہیں اس لیے جب کوئی ایسی بات کرے جو ہمارے نفس یا ذات کے خلاف پڑتی ہے تو وہ ہمیں غمگین کرتی ہے لیکن اس غم میں ڈوبنا نہیں چاہیے۔

یہ ظالم آپ ﷺ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ درحقیقت یہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔

جب آپ ﷺ دین پر نہیں تھے تو یہ آپ کے بڑے دوست بنتے تھے اور جب آپ دین پر آئے تو آپ پر ان کو اعتراض ہو گیا۔ اصل اعتراض آپ ﷺ پر نہیں بلکہ آپ کے پیغام پر ہے اور اس چیز پر ہے جو آپ نے اختیار کی۔ یہ راستہ آپ نے اپنی مرضی سے اختیار نہیں کیا بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوا حکم ہے۔

ایسے لوگ دراصل اللہ کی باتوں کا انکار اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔

❖ آیت 34 ایسے میں کیا کرنا چاہیے؟ صبر

یاد رکھیے:

افضل ایمان صبر کرنا اور نرمی کرنا ہے۔

یہ ہماری عادات کا حصہ بن جائے۔

* نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اللہ کی مدد صبر کے ساتھ ہے اور کشادگی تنگی کے ساتھ ہے اور بے شک ہر مشکل کے ساتھ ایک آسانی ہے اور بے شک اسی مشکل کے ساتھ ایک اور آسانی ہے۔

تو جہاں مشکل آئے تو وہاں آسانیاں بھی تلاش کریں

❖ آیت 35: یعنی ان کی بات نہ مانیں، ان کے مطالبات پر نہ جائیں۔

❖ آیت 36

إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ وَالْمَوْتَىٰ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ

اس سے کیا مراد ہے؟

مومن نصیحت کو قبول کرتا ہے جس کا دل ایمان سے روشن اور جگمگاتا ہے۔ جس کا دل زندہ ہے۔ جس کا دل مرچکا ہو جس کے دل پر مہر لگ چکی ہو وہ نصیحت قبول نہیں کرتا۔

❖ آیت 42

کچھ لوگ تکلیف آتی ہے تو اور اڑ جاتے ہیں اللہ سے ناراضگی دکھاتے ہیں، جھکتے نہیں، دعا نہیں کرتے اور کچھ لوگ تضرع کرتے ہیں۔

اس آیت میں تضرع نہ کرنے والوں کی مذمت کی گئی ہے۔

تکلیف کے موقع پر کیا کرنا چاہیے؟

▪ اللہ کے آگے عاجزی

▪ دعا

▪ توبہ

کچھ ایسے لوگ ہیں جب تکلیف آتی ہے تب عاجزی اختیار کرتے ہیں اور رجوع کرتے ہیں لیکن جب تکلیف دور ہو جاتی ہے تو پھر اڑنے لگتے ہیں، روگردانی کرتے

ہیں اور اپنی پرانی ڈگر پر واپس چلے جاتے ہیں۔

قابل تعریف وہ لوگ ہیں جو اللہ سے دعائیں مانگتے رہتے ہیں اس بارگاہ میں توبہ کرتے رہتے ہیں اپنی عبادت اور توبہ پر خوشحالی میں بھی ثابت قدم رہتے ہیں اور

تکلیف میں بھی اور جب تکلیف ٹل جاتی ہے تب بھی وہ اللہ ہی کے بن کر رہ جاتے ہیں۔

بہت سے لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ مجھ پر جو تکلیف آئی ہے وہ آزمائش ہے یا عذاب؟

اگر اس تکلیف کے بعد اللہ کی طرف راغب ہو گئے ہیں تو وہ امتحان و آزمائش تھی۔

اگر اس تکلیف کے بعد اللہ سے ناراض ہو گئے ہیں تو وہ عذاب تھا۔

یاد رکھیے۔

■ مشکل حالات میں زیادہ سے زیادہ اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

■ گڑگڑا کے دعائیں مانگنی چاہیے۔ بعض اوقات کسی وظیفے کو ہزار دفعہ پڑھتے ہیں لیکن اس میں سے ایک دفعہ بھی اس کو سمجھ کر نہیں پڑھتے۔

تضرع، عاجزی کیا ہے؟ جو پڑھیں اس کو سمجھ کر پڑھیں، پوری توجہ سے پڑھیں اور اللہ کے آگے روئیں۔

■ اللہ کے آگے رونے سے بہت سے مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔

ایک بچہ جب ماں سے رو کر فریاد کرتا ہے تو ماں ناجائز مطالبہ بھی مان لیتی ہے۔ ماں سے اس کا رونا نہیں دیکھا جاتا۔ اللہ ساری ماؤں سے بڑھ کر پیار کرتا ہے کیا وہ ہمارے رونے پر ترس نہیں کھائے گا۔ لیکن ہم اللہ کے آگے کہاں روتے ہیں؟ نہ اس کی خشیت سے روتے ہیں نہ مصیبت آنے پر روتے ہیں۔ بس دنیا کے مسائل پر ہی رو رو کر آنسو خشک کر لیتے ہیں۔

ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ

اپنے رب کو گڑگڑا کر اور خفیہ طور پر پکارو بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔

اللہ اٹھے ہوئے ہاتھوں میں خیر ضرور ڈالتا ہے۔

* رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بے شک تمہارا رب تبارک و تعالیٰ بڑی شرم والا ہے بڑی حیا والا ہے (بڑے کرم والا ہے) اس کو اس بات سے شرم آتی ہے کہ کوئی بندہ اس کے آگے ہاتھ پھیلائے اور وہ ان کو خالی ہاتھ لوٹا دے۔

◆ جو بندہ اللہ سے دعا نہیں کرتا۔

□ اللہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔

اس لیے تکلیف آنے پر اس سے پلٹ پلٹ کر رو کر دعائیں کریں۔

تکلیف میں، مشکل میں گڑگڑانا چاہیے۔

❖ آیت 43

شیطان نے ان کی غلطیاں انہیں خوبصورت بنا کر دکھادیں یہی عذاب ہوتا ہے کہ انسان پر مصیبت آئے اور انسان اکرٹ جائے اور اپنی غلطی کی تاویل میں دینے لگے۔

❖ آیت 44 یہ بھی عذاب ہی کی ایک قسم ہے کہ انسان گناہ کرے اور اس کے باوجود دنیا اس پر فراخ ہوتی جائے

دنیا کا وسیع ہونا اور تنگ ہونا دونوں ہی آزمائش ہے۔

حسن بصری کہتے ہیں:

اللہ جس پر دنیا کو وسیع کر دے اور اسکو یہ سمجھ ہی نہ آئے کہ اللہ اس کے ساتھ چال چل رہا ہے تو اسکے پاس کوئی بصیرت نہیں اور جس پر اللہ دنیا تنگ کر دے لیکن اسے سمجھ نہ آئے کہ اللہ اس کے لئے خیر کا ہی فیصلہ کر رہا ہے تو اس کے پاس بھی کوئی عقل نہیں پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی۔

یاد رکھیے:

خوشی ہو یا غمی اللہ کا قرب نہ چھوٹے۔

اللہ سے دوری کا باعث یہ دنیا ہلاکت کا سبب ہے۔

نافرمانیوں کے باوجود دنیا کا ملنا اللہ کی طرف سے بس مہلت اور استدرار ہے۔

❖ آیت 45

ظالم کی ہلاکت پر اللہ کی حمد؟

اللہ جب ظالم کو پکڑ لیتا ہے تو اس میں لوگوں کی اصلاح کا بندوبست ہوتا ہے، لوگ عبرت پکڑتے ہیں اور یہ عبرت بہت بڑی نعمت ہے۔ نعمت کا شکر ادا کرنا واجب ہے اس لیے ظالموں کے خاتمے پر الحمد للہ پڑھی گئی۔

کیونکہ گناہگار لوگوں کے فساد سے ساری دنیا والے نجات پاتے ہیں۔

* رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ ﷺ نے فرمایا

مُسْتَرِيحٌ وَ مُسْتَرَا حٌ مِنْهُ

آرام پانے والا ہے یا اس سے آرام پایا گیا۔ صحابہ نے عرض کیا اس سے کیا مراد ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مستراح وہ مومن بندے جو دنیا کی مصیبتوں سے آرام پاتا ہے اور مستراح وہ بدکار بندہ ہے جس سے اللہ کے بندے اور شہر درخت اور چوپائے سب آرام پانا چاہتے ہیں۔

بعض لوگوں کی موت پر زمین آسمان روتے ہیں کیونکہ وہ خیر ہی خیر پھیلانے والے ہوتے ہیں۔

اور بعض لوگ کی موت پر سب راحت پاتے ہیں اپنے بھی پرانے بھی، جہاں وہ رہتا ہے وہ بھی کیونکہ اس سے ہر کوئی تنگ ہوتا ہے۔ اللہ تو سب کو ہدایت دے آمین۔

خاندانوں میں کوئی نہ کوئی فرد ایسا ہوتا ہے جس سے سارا گھر انہ تنگ ہوتا ہے اس کے لیے دعائیں بھی کرتے ہیں لیکن وہ سدھرنے کا نام نہیں لیتا تو اس کے لیے بعض اوقات بددعائیں بھی کی جاتی ہیں کہ یا اللہ اٹھالے اس کو کیونکہ اس نے ہماری زندگی حرام کر دی ہے۔

اپنے گناہوں، زیادتی و ظلم، اکڑ اور تکبر کی وجہ سے دوسروں کی زندگی تپٹ کر کے رکھ دیتے ہیں ایسے لوگ جب دنیا سے جاتے ہیں تو سارے چیزیں شکر ادا کرتی ہیں۔

❖ آیت 48 ایمان اور اصلاح

لا اله الا اللہ کہنے کے بعد اللہ کی اطاعت کے کام کرنا اور اپنی بری عادتوں کو چھوڑنا۔

❖ آیت 52

یہاں ذکر کے لیے صبح و شام کا وقت آیا ہے کیونکہ یہ دونوں اوقات مشغولیت کے بھی ہوتے ہیں۔ دنیا کے کاموں کا بھی غلبہ ہونے لگتا ہے تو جو مشغولیت کے اوقات میں اللہ کو یاد کرے گا وہ فرصت کے اوقات میں بھی کرے گا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ صبح و شام اپنے بندوں کی خبر بھی لیتا ہے جب فرشتے تبدیل ہو کے اوپر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ میرے بندے کیا کر رہے تھے تو فرشتے بتاتے ہیں کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ فجر اور عصر کی نمازوں میں کرائم کا تین کی تبدیلی ہوتی ہے۔

❖ آیت 53 یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان کی نعمت کی قدر و قیمت کو جانتے ہیں اور اس کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

❖ آیت 54

غلطی کرنے پر صبح و شام رب سے توبہ کا موقع ہے۔

اللہ عز و جل رات کے وقت اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کا گناہ گار توبہ کر لے اور دن کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کا گناہ گار توبہ کر لے۔ یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے۔

غلطیوں پر ندامت کے ساتھ استغفار کرنی چاہیے۔ آئندہ زندگی کو بہتر بنانا چاہیے۔

❖ آیت 57 اہل مکہ دھمکی دیتے اور کہتے تھے کہ لے آؤ عذاب تو اس کے جواب میں یہ بات اتاری گئی۔

❖ آیت 59

سائنسدان کہتے ہیں کہ سمندر کی تہہ کا صرف 1% حصہ جانا گیا ہے اور باقی ہمارے علم میں نہیں ہے اور زمین کے اوپر جو کچھ ہے اس کا بھی بڑا حصہ علم سے باہر ہے۔ یہ اللہ کی قدرت کی دلیل ہے اس لیے دوسروں سے متاثر ہونے کی بجائے اللہ کے آگے جھکنا چاہیے۔

لوح محفوظ میں ہر چیز کا ریکارڈ موجود ہے۔ ہم لوگوں کے علم سے متاثر ہو جاتے ہیں۔

اگر کسی نے دو PhD کیا ہے تو اس کو فوراً مان جائیں گے لیکن جو اللہ کی کتاب میں ہے اس کے بارے میں تذبذب کا شکار رہتے ہیں۔

اللہ کا علم ہر چیز پر چھایا ہوا ہے اس لیے جو بات وہ کرتا ہے وہ سب سے زیادہ فائدہ مند ہے ہمارا اس پر ایمان ہونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کو پتہ ہوتا ہے کہ ہر دانہ کون کھائے گا؟

اللہ تعالیٰ کا علم کامل ہے اور ہمارا علم ناقص ہے۔

❖ آیت 60

نیند موت کی بہن ہے۔

اگر کوئی پوچھے کہ کل کیا کیا؟ لیکن اللہ تعالیٰ کے ریکارڈ میں سب کچھ موجود ہے۔

یہاں موت کا منظر بتایا گیا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن بندہ جب دنیا سے رخصت ہونے اور آخرت کے جانے کے قریب ہوتا ہے تو اس کی طرف آسمان سے روشن چہروں والے فرشتے

آتے ہیں گویا کہ ان کے چہرے سورج کی طرح ہوں ان کے پاس جنت کے کفنوں میں سے ایک کفن ہوتا ہے اور جنت کی حنوط (خوشبو) میں سے ایک خوشبو ہوتی

ہے یہاں تک کہ وہ اس کی تاحد نگاہ بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت اس کے سر ہانے آکر بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں اے پاکیزہ نفس اپنے رب کی مغفرت اور

رضامندی کی طرف نکلو چنانچہ اس کی روح ایسے بہہ کر نکل جاتی ہے جیسے مشکیزہ کے منہ سے پانی کا قطرہ بہہ جاتا ہے پھر ملک الموت اس کو پکڑ لیتے ہیں اور اس کے

بعد دوسرے فرشتے پلک چکنے کی رفتار میں اس کی روح کو ان سے لیکر کفن میں لپیٹ کر اپنی لائی ہوئی حنوط مل دیتے ہیں اور اسکے جسم سے ایسی خوشبو نکلتی ہے جیسے

مہکنے والی کستوری کی خوشبو جو روئے زمین پر پائی گئی۔ اور اسے لیکر اوپر چڑھ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ دن اسی طرح نصیب کرے روشن چہروں والے فرشتے آئیں اور ساری زندگی ہمیں اللہ کی رضا طلب کرتے ہوئے گزارنے کا موقع

ملے۔ آمین۔

❖ آیت 65 آپس کی لڑائیاں بھی عذاب کی شکل ہیں چاہے خاندانوں میں ہوں، اداروں میں ہوں یا مساجد میں ہوں

❖ آیت 67

ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے لیکن ہم ہر چیز جلدی چاہتے ہیں اور اس میں یہ بھول جاتے ہیں کہ ہر چیز کا اللہ نے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے۔

❖ آیت 68

اللہ کی آیات میں بحث کرنے والی مجلسوں سے اجتناب کرنا چاہیے خواہ کوئی مومن ہو یا کافر۔

■ کیونکہ اللہ کی کتاب بحث مباحثہ کیلئے نہیں آئی ہے۔

■ اعتراض کیلئے نہیں آئی ہے۔

* رسول اللہ نے فرمایا:

جس نے علم اس لیے سیکھا کہ علماء کے سامنے فخر کرے اور بیوقوفوں سے بحثیں کریں اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کرے اللہ اسے دوزخ میں داخل کرے گا۔

جہاں علم سیکھنے کے بہت سے فضائل ہیں وہیں غلط مقاصد کے لیے علم سیکھنا عذاب کا باعث ہے۔

قرآن کے ساتھ جھگڑا نہیں کرنا چاہیے۔

* نواس بن سمان سے روایت ہے:

کہ نبی ﷺ نے فرمایا قرآن کے ذریعے جھگڑا نہ کرو اور نہ اللہ کی کتاب سے بعض کو بعض کے ذریعے جھگڑاؤ۔
مومن قرآن کے ساتھ جھگڑا کرے گا تو مغلوب ہو جائے گا اور منافق قرآن کے ساتھ جھگڑا کرے گا تو غالب آجائے گا۔
بھلی بات بھول جانا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔

❖ آیت 69

بعض اوقات لوگ قرآن پڑھ کر اس میں سے غلط مطلب نکالنے لگتے ہیں ایسے میں انسان سوچتا ہے کہ میرے پڑھانے میں کوئی کمی نہ رہ گئی ہو؟
اسی کا حل یہاں بتایا جا رہا ہے کہ آپ پریشان نہ ہوں۔

نبی کریم ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ ان کے بھٹکنے کی ذمہ داری آپ پر نہیں ہے لیکن نصیحت کرنا آپ پر فرض ہے۔
جب اللہ کی طرف سے آئی ہوئی ہدایت کو صحیح رخ پر نہیں لیا جاتا اور اس کے من مانے مطلب پہنائے جاتے ہیں تو انسان غلط راستے پر چل پڑتا ہے غلط کام کرنے لگتا ہے اس لیے نصیحت کرنا فرض ہے۔

❖ آیت 70

یہاں دین کی عظمت کو اجاگر کیا گیا ہے کہ دین جھگڑے اور بحث و مباحثہ کی چیز نہیں۔
دنیا کی چکا چوند نے انہیں دھوکے میں مبتلا کر دیا اور اب وہ دنیا کو حلال کرنے کے لیے اور زیادہ دنیا حاصل کرنے کے لیے قرآن کی آیتوں میں تبدیلی چاہتے ہیں۔
اصل بات یہ ہے کہ قرآن جیسا ہے ویسا ہی لینا چاہیے من مانی تاویلوں سے اس کے مطلب نہیں بدلنے چاہیے۔ ایسا کرنا انسان کے لیے دنیا اور آخرت میں مسائل پیدا کرنے کا سبب ہے۔

تبسل نفس کا مطلب ہے قید کر دیا جائے، رہن رکھ دیا جائے۔

❖ آیت 71

گر ابھی ہدایت سے الگ کر دی گئی ہے اور ہدایت وہی ہے جو اللہ کی طرف سے آتی ہے۔ بندوں کی باتیں اور فلسفے ہدایت کا باعث نہیں ہوتے۔

❖ آیت 74

تقریباً 20 جگہوں پر ابراہیم علیہ السلام کا ذکر آتا ہے اور ہر جگہ اس کے مزاج کے مطابق آتا ہے۔
یہ سورت چونکہ کائنات کی نشانیوں کی طرف غور و فکر کرنے کی دعوت دیتی ہے تو اسی مناسبت سے یہاں ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

❖ آیت 75

ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے دوست تھے۔ ان میں بڑے خوبیاں تھیں۔
ان کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ شرک سے بیزار تھے، یکسو مسلمان تھے، کسی فرقہ واریت سے ان کا تعلق نہ تھا۔

ان کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے اس لیے جب بھی ابراہیم علیہ السلام کا ذکر آئے یا ان کی زندگی کا طرز عمل سامنے آئے تو اس پر خوب غور و فکر کرنا چاہیے وہ کیا خوبیاں تھیں جن کی بناء پر وہ اللہ کے پسندیدہ اور دوست بن گئے؟

❖ آیت 79

ابراہیم علیہ السلام کو اہل مکہ، مشرکین اور قریش مانتے تھے اس لیے ان کی مثال دے کر سمجھایا جا رہا ہے کہ وہ تو شرک سے بیزار تھے اور تم ان کی اولاد ہو کر شرک میں کیوں پڑ گئے۔

❖ آیت 80

ابراہیم کی قوم بار بار انہیں دھمکی دیتی تھی کہ تم پر ان بتوں کی مار پڑے گی۔
یاد رکھیے:

خالص توحید ہی جنت میں داخلے کا باعث ہے۔

حدیث میں آتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ اس نے اللہ کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہیں کیا وہ جنت میں داخل ہو گا۔

❖ آیت 84

نیک لوگوں کو ایسی جزا دیتے ہیں کہ ان کی نسلوں میں خیر جاتی ہے۔

ابراہیم علیہ السلام اپنا کام کر کے چلے گئے لیکن ان کی ہر نسل میں سے پیغمبر آتے رہے کتنا بڑا صدقہ جاریہ ہے۔

اللہ کسی کی نیکی ضائع نہیں کرتا بس اللہ کے لیے خالص ہونے کی ضرورت ہے۔ پھر اولاد بھی سنور جائے گی اور اس کے بعد نسلوں میں بھی خیر آئے گی۔

ابراہیم علیہ السلام پر آزمائشیں آئی تھیں لیکن اس کے بعد انعام بھی ملے۔ اور وہ انعام نیک اولاد کی شکل میں تھا کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔

❖ آیت 91 کیا ہم نے پہچانا؟ کیا واقعی ہمیں اللہ کی معرفت ہے؟

یاد رکھیے

اللہ کی معرفت نہ ہونا اللہ کی ناقدری ہے۔ اللہ کی قدر پہچاننا کیا ہے؟ اس کو جاننا

اللہ کو جاننے کے لیے دو بڑی چیزیں ہیں

1- اللہ کی کتاب

2- کائنات کی کتاب جو اس نے تخلیق کیا ہے اس پر غور و فکر کرنا ہے۔

❖ آیت 92

ایمان والوں کی خاص صفت

وہ اپنی نمازوں کی فکر کرتے ہیں۔

❖ آیت 93

آپ ﷺ کے بعد مسیلمہ کذاب، اسود عسی نے بھی نبوت کے دعوے کیے تھے کہ ہماری طرف بھی وحی آتی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ سب سے آخری نبی ہیں۔

موت کے وقت، قبر میں اور آخرت میں عذاب دیئے جائیں گے۔

الیوم سے مراد جان نکلنے کا دن ہے۔

.....تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ.....

یہ بہت ڈرنے کی بات ہے جو بات اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمائی ہو اسے اللہ کے ذمہ لگا کر نہیں کرنا چاہیے۔

یاد رکھیے:

دین کو بدل دینا بدترین ظلم ہے۔

یہاں غیر مومن کی موت کا منظر بتایا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب کوئی کافر شخص دنیا سے رخصتی اور آخرت پر جانے کے قریب ہوتا ہے تو اس کے پاس آسمان سے سیاہ چہروں والے فرشتے اتر کر آتے ہیں جن کے پاس ٹاٹ ہوتے ہیں اور وہ حدنگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت آکر اس کے سر ہانے بیٹھ جاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ اے نفس خبیثہ اللہ کی ناراضگی اور غصے کی طرف چل یہ سن کر اس کی روح اس کے جسم میں دوڑنے لگتی ہے۔ اور ملک الموت اسے جسم سے ایسے کھینچتے ہیں جیسے گیلی اون سے سچ کھینچی جاتی ہے اور اسے پکڑ لیتے ہیں۔ فرشتے پلک جھپکنے کی مقدار بھی اسے ان کے ہاتھ میں نہیں چھوڑتے اور ٹاٹ میں لپیٹ کر اوپر لے جاتے ہیں۔

❖ آیت 94

ہر شخص موت کے وقت اکیلا ہی جاتا ہے اور قبر میں بھی اکیلا ہی ہوتا ہے۔

دنیا میں بعض لوگوں کا طریقہ ہوتا ہے کہ کوئی مشکل آئی فوراً کسی پیر کے پاس گئے کہ وہ نکال دیں گے اصل میں دنیا میں بھی اللہ ہی مشکلات سے نکالتا ہے۔

* نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ہر فرد سے اللہ قیامت کے دن اس طرح کلام کرے گا کہ اللہ اور بندے کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہو گا پھر وہ دیکھے تو اس کو اپنے آگے کوئی چیز نظر نہیں آئے گی پھر وہ اپنے سامنے دیکھے گا تو اس کے سامنے آگ ہو گی پس تم میں سے جو شخص بھی آگ سے بچنے کی استطاعت رکھتا ہے وہ اس آگ سے بچے خواہ کھجور کے ٹکڑے کے ذریعے ہی کیوں نہ ہو۔

❖ آیت 97

یاد رکھیے۔ ستارے انسانوں کی مدد کے لیے بنائے گئے ہیں۔

ستاروں کی پوزیشن سے کاشتکاری اور فصلوں کو اگانے کے کام کیے جاتے تھے کہ کس موسم میں کونسے بیج بونے ہیں، کون سی فصل بونی، ہے پچھلے زمانے میں سائنس نے تو اتنی ترقی نہیں کی ہوئی تھی اور لوگوں کے مشاہدات اور تجربات بھی اتنے نہیں تھے۔

اسی طرح سمندروں کے سفر میں رہنمائی ستاروں کے ذریعے ملتی تھی تقریباً چار ہزار سال پہلے تجارت کی غرض سے ایک قوم نے سمندری سمت شناسی کا طریقہ ایجاد کیا۔

ستاروں کی تخلیق کا مقصد ان کی پوجا کرنا نہیں تھا۔

❖ آیت 99

مومن کو عبرت کی نگاہ والا ہونا چاہیے۔ کسی کھانے کی چیز کو دیکھ کر غور کرو کہاں سے آئی؟ کس نے اگائی؟ کیا کیا اس کے فائدے ہیں؟

ایڈمک ڈپارٹمنٹ

(کراچی ریجن)